

پروہ محمد رمضان یوسف سلفی

مغربی دانشوروں نے ”آزادی نسواں“ کا جھانہ دے کر جس طرح عورت کی عفت و عصمت اور عزت و آبرو کو تار تار اور پامال کیا ہے اس کا مشاہدہ وہاں کے معاشرے میں عورت کی زبوں حالی سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ جہاں اسے نفسانی خواہش کی تکمیل و تسکین کیلئے ”ٹشو پیپر“ کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ بظاہر مغربی معاشرے میں عورت کھل ”آزاد“ ہے لیکن اس آزادی میں عورت کی ذلت و رسوائی کی داستان پنہاں ہے۔ جب کہ اسلام نے روزاؤل سے عورت کے مقام و مرتبے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کے حقوق و آبرو کی پاسبانی اور تحفظ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرے میں عورت کو غیر معمولی مقام رفعت حاصل ہے اور اسے حد درجہ عزت و وقار سے دیکھا جاتا ہے۔ عورت کے بلند مقام اور تکریم کے لئے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ :

فان الجنة تحت رجلها

ترجمہ :- جنت اس (ماں) کے پاؤں تلے ہے۔ (احمد، نسائی)

لیکن اس قدر و منزلت کے باوجود مسلم معاشرے کی دختر جدید مغربی معاشرے، تہذیب و تمدن اور اس کی ثقافت کو زندگی کا ”آب حیات“ اور لا یتنگ حصہ سمجھ رہی ہے۔ سید ابو بکر غزنویؒ کے الفاظ میں :

یہ کیسا احساس کمتری ہے، یہ کیسی رلا دینے والی بد بختی ہے، یہ کیسا ہنگامہ زبونی ہمت ہے کہ تمہارے اپنے گھر میں ثقافت و تہذیب کے یہ لعل و جواہر ہیں اور تم غیروں کے خذف ریزوں پر لپٹائی ہوئی نظر ڈالتے ہو۔

یہ بات کس قدر حقائق پر مبنی ہے کہ آج ہم نے اپنی تہذیب و ثقافت کے انمول جواہر چھوڑ کر اغیار کے ”خذف ریزوں“ کو اپنے لئے متاعِ جہاں سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ہمارے دین اور ایمان کیلئے یہ چیز زہرِ ہلاکت سے کچھ کم نہیں ہے۔ مغربی تہذیب کی جن روایات کو ہم نے اپنایا ہے اس میں ایک بے پردگی کا موزی مرض بھی ہے۔ جو اپنے تباہ کن اور مضر اثرات کے سبب ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ آج چند دخترانِ اسلام پردے کے احکامات پر سختی سے کاربند ہیں تو بعض لبرل خواتین پردہ کرنے کے باوجود بے پردہ نظر آتی ہیں۔ ایسے میں ہمیں مسعود کا یہ شعر یاد آ جاتا ہے کہ :

ہے گردشِ دوراں کہ زمانے کی ترقی
میں پردہ نسواں میں حیا ڈھونڈ رہا ہوں

حامیانِ بے حجابِ عرصہ سے بے حیائی پھیلانے میں برسرِ پیکار ہیں۔ جن دنوں شاہِ جرمن ”گلیوم“ نے ترکیہ کا دورہ کیا تو انجمنِ اتحاد و ترقی کے ممبران نے بادشاہ کے سامنے اپنی بعض تہذیبی جھلکیاں پیش کرنی چاہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسکول کی بے پردہ لڑکیوں کو بادشاہ کے استقبال کے لئے اس طرح پیش کیا کہ لڑکیاں پھولوں کے گلدستے بادشاہ کو پیش کر رہی تھیں۔ بادشاہ نے جو یہ منظر دیکھا تو اسے بڑا اچھٹا ہوا۔ اس نے انجمن کے ذمہ داران سے کہا۔ میری آرزو یہ تھی کہ میں ترکیا میں جاہِ شہمت اور پردہ داری کے مناظر دیکھوں کیونکہ تمہارے مذہبِ اسلام کا یہی حکم ہے لیکن افسوس..... میں یہاں اسی بے پردگی کو اپنے چاروں طرف دیکھ رہا ہوں، جس سے یورپ میں ہمیں بڑی شکایتیں ہیں اور جس کی بدولت وہاں ہمارے خاندان اجڑ رہے ہیں وطن کی مٹی پلید ہو رہی ہے اور بچے در بدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ (تحفہ العروس ص ۵۵۸)

افسوس کہ یورپ کو ”جس چیز سے بڑی شکایتیں“ ہیں ہم اسے اپنانے میں مصر اور مسرور ہیں۔ اس وقت بہت سے خباہت و بے حیائی اور فسادات کی بنیاد

عورت کی بے پردگی ہے۔ اگر عورت بے پردگی سے اجتناب کرتے ہوئے ”شع“ محفل“ بننے کی بجائے ”چراغ خانہ“ بن کر رہے تو کچھ شک نہیں کہ بہت سے افعال خبیثہ کا خاتمہ ہو جائے۔ لیکن ”دختر جدید“ ایسا کرنے سے انکاری ہے۔ کیونکہ مغربی تہذیب کی ”رنگین“ چمک دکھنے نے اس کی آنکھیں چکا چوند کر دی ہیں۔ حالانکہ جس تہذیب کی تقلید میں یہ آزادی نسواں کا نعرہ بلند کرتے ہیں اس مغربی تہذیب کے پرغار اور تنگ و تاریک جنگل میں خونخوار درندے اور بھیڑیے ہر وقت عورت کی عصمت و عزت کا شکار کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ چنانچہ ان ”درندوں“ سے تنگ آکر مغربی خواتین مشرقی تہذیب و تمدن پر رشک کرتی ہیں۔

ایک مغربی طالبہ نے اس حقیقت کو اکتوبر ۱۹۹۱ء میں لندن یونیورسٹی میں بیان کیا۔ اور ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو پاکستان ٹائمز میں اس کے وہ الفاظ شائع ہوئے۔ ۱۸ سالہ ربیکا کہتی ہے کہ..... ”مغربی تہذیب کا ماحول اس قدر گندا ہے کہ مجھے مشرق کی تہذیب پر رشک آتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ مشرقی لڑکیاں بھی ہمارے ماحول کی رنگینیوں کے جادو کا شکار ہو کر خود کو تباہی کے غار میں دھکیل رہی ہیں جو یقیناً خطرناک ہے اس حقیقت کے باوجود کہ اسلام نے عورت کو ذلت و رسوائی کی اتھاہ گھرائیوں سے نکال کر ”مقام رفعت“ پر متمکن کیا۔ آج وہ کسی نہ کسی کمپنی کا مونوگرام بن کر اپنے تقدس کو پامال کر رہی ہیں اور زیب و زینت سے آراستہ و مزین ہو کر کھلے بندو سر بازار گشت کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ، باک اور شرم محسوس نہیں کرتی اور مزید ظلم کی انتہا یہ کہ ”حامیان بے حجاب“ یعنی اپنی خواتین کو بنا سنوار کر اور میک اپ سے پوری طرح سجا کر ”شو پیس“ کی طرح لوگوں کے سامنے لانے میں ذرا عار نہیں سمجھتے۔ حالانکہ انہیں سمجھنا چاہئے تھا کہ۔

تیری زندگی اسی سے تیری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شای، نہ رہی تو روسیای

یہ سوچ تو کسی غیور انسان کو ہی آئے گی، بے حیت کو اس سے کیا روکار۔ اکبر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیسایں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گر گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کننے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا
عورت قدرت الہی کا بے مثال حسین شاہکار ہے۔ اس سے سراپائے حسن و جمال کی خوبصورتی، حرکات و سکنات، گفتار و آواز اور دلکشی مرد کو اپنی طرف مائل کئے بغیر نہیں رہتی۔ اس کے ناز و انداز اور ادائیں بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں کے جذبات برانگیختہ کر کے انہیں فتنے میں مبتلا کر دیتی ہیں۔
لہذا عورت کو چاہئے کہ وہ ”عورت“ بن کر ہی رہے اور خود کو ”مستور“ رکھے کیونکہ۔

پھولوں کی انجمن سے ستاروں کی بزم تک
موضوع گفتگو ہے تیری دل کشی کی بات
عورت کے پس پردہ رہنے میں ہی بہتری اور بھلائی ہے۔ اگر یہ بے پردہ باہر نکلے گی تو لوگوں کی ”ستم ظریفی“ کا باعث بنے گی اور پھر شاید کوئی یہ کہنے سے بھی گریز نہ کرے کہ۔

انگلیاں سرو اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
شوق سے گل کھلے جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں
معلوم ہوتا ہے کہ یہی وہ خرابی تھی جسے دیکھ کر آقائے کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ :

المراة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان
ترجمہ :- عورت تو چھپانے کی چیز ہے جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے

دوسروں کی نظر میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ (رواہ ترمذی)
 اور جو عورتیں اپنی زینت دوسروں کو دکھاتی ہیں انہیں نبی ﷺ کا یہ
 فرمان ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اپنی زینت کو غیر جگہ ظاہر کرنے
 والی عورت کی مثال قیامت کے اس اندھیرے جیسی ہے جس میں روشنی نہ ہو۔
 (ترمذی، ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۰۳)

لہذا اپنے حسن و جمال کی نمائش کرنے والی ”سیار“ خواتین سے ہماری
 مودبانہ گزارش ہے کہ اپنے اس تمام ”اسلحہ“ کو اپنے خاوند پر ہی استعمال کریں
 کیونکہ یہ اس کا ہی حق ہے اور اس حق میں خیانت کر کے گنہگار نہ ہوں۔ اسلام
 نے عورتوں کو پردے کا حکم دے کر ان کی عفت و عصمت کا تحفظ کیا ہے۔ تاکہ
 بے پردگی سے پیدا ہونے والے برے نتائج سے بچا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ
 قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

و قل للمومنات يغضضن من ابصارهن و يحفظن فروجهن و لا
 يبدين زينتهن الا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن... الخ

ترجمہ :- اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھائیں اور
 اپنی شرمگاہ کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس سے کھلا
 رہتا ہو اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔ (النور آیت ۳)

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور میمونہ
 آنحضور ﷺ کی خدمت میں موجود تھیں، اسی وقت ابن ام مکتومؓ پہنچ گئے۔
 آپؐ نے فرمایا ان سے پردہ کر لو! میں نے کہا یہ ٹائیٹا نہیں ہیں؟ یہ تو ہمیں دیکھ
 بھی نہیں سکتے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی ٹائیٹا ہو، کیا تم ان کو نہیں دیکھ
 رہی ہو؟ (ترمذی بحوالہ ابو داؤد جلد ۳ ص ۲۸۳)

ابن ام مکتومؓ ایک برگزیدہ صحابی ہیں پھر یہ کہ وہ ٹائیٹا ہونے کے باوجود

ازواج مطہرات جیسی پاک باز خواتین کو ان سے پردہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آجکل جو عورتیں غلط عقیدت اور توہم پرستی میں مبتلا ہو کر نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ آ جاتی ہیں وہ اسلام کی روح سے کس قدر بیگانہ ہیں اور جہاں تک بات زینت چھپانے کی تو عورت کو چاہئے کہ دوپٹہ یا چادر اس طرح سے اوڑھیں کہ مردوں کی نظر کو آوارگی کا موقع نہ ملے، یہی زینت کو ظاہر کرنے کا اکل طریقہ ہے۔

چہرے کا پردہ

زینت کی دو اقسام ہیں۔ ایک فطری جیسے چہرہ وغیرہ۔ اس میں مقناطیسی کشش اور جاذبیت مضمر ہے اور دوسرے مصنوعی جیسے زیورات، لباس، مندی، سرمہ اور بالوں کی آرائش وغیرہ جن خواتین کو زیب و زینت کا زیادہ شوق ہوتا ہے تو وہ اپنے حسن و جمال کی نمائش کھلے بندوں کرنے کو باعث فخر سمجھتی ہیں۔ پھر جب یہ بن سنور کر زرق برق لباس میں ملبوس، چہرے کو میک اپ سے مزین کئے۔ لبوں پر تبسم بکھیرے، آزاد رخ زیبا کے ساتھ سربازار نکلتی ہیں تو نوجوانوں کے ”سفلی جذبات“ بھڑک اٹھتے ہیں اور ان کے اندر ہیجان آجاتا ہے اور پھر یہ بے پردہ خواتین عام طور پر ان کی ”دست درازی“ کا شکار ہوتی ہیں۔ لہذا معاشرے میں پیدا اس ”فتنہ سامانی“ کو ختم کرنے کیلئے ضروری ہے کہ عورتیں غیر محرم مردوں سے اپنے ”پیکر حسین“ اور ”رخ زیبا“ کو زیر پردہ رکھیں۔ جیسا کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّعْرِفْنَ فَلَا يُؤْذِينَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔
(سورۃ احزاب ۵۹)

ترجمہ :- اے ہمارے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور تمام مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنے چہروں پر اپنی چادروں کے گھونگھٹ کر لیا کریں، جس

سے پہچان لی جائیں اور اور انہیں ستایا نہ جائے، اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔
 اس آیت مبارکہ سے عورت کے چہرہ چھپانے کا حکم واضح ثابت ہو رہا ہے
 اب چہرے کو چادر کے گھونٹھٹ سے چھپایا جائے یا برقعہ و نقاب سے، اصل
 مقصود چہرہ چھپانا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ.....
 اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ کسی کام سے باہر نکلیں تو جو
 چادر وہ اوڑھتی ہیں اسے سر پر سے جھکا کر منہ ڈھانپ لیا کریں، صرف ایک آنکھ
 کھلی رکھیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۷۸)

اور محمد بن سیرینؒ کے سوال پر حضرت عبیدہ سلمانیؒ نے اپنا چہرہ اور سر
 ڈھانک کر اور بائیں آنکھ کھلی رکھ کر بتایا کہ یہ مطلب ہے اس آیت کا۔ (ایضاً)
 حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یلدنیں
 علیہن من جلا ببیہن.... الخ۔ تو انصار کی عورتیں اس طرح نکلتی تھیں
 جیسے ان کے سروں پر کوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یعنی سیاہ کپڑے سروں پر ڈالتی
 تھیں۔ (ابو داؤد جلد ۳ ص ۲۷۹)

اور ام سلمہؓ ہی سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ
 احرام کی حالت میں تھیں۔ جب مردوں کا قافلہ ہمارے پاس سے گزرتا تو ہم
 عورتیں اپنے چہروں کے اوپر کپڑے ڈال لیا کرتی تھیں۔ (دار قطنی)

اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم
 رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں بے نقاب ہوتیں مگر جب
 مرد ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم گھونٹھٹ سے اپنے چہروں کو چھپا لیا کرتیں
 تھیں۔ جب وہ چلے جاتے تو ہم پھر اپنے چہروں کو کھول لیا کرتی تھیں۔

(ابو داؤد جلد ۲ ص ۵۰)

حضرت ام خلاؓ اپنے شہید لڑکے کی خبر دریافت کرنے کیلئے رسول اللہ
 ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ اس حال میں کہ ان کے چہرے پر
 نقاب پڑی ہوئی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ایسی مصیبت میں بھی چہرے پر نقاب

ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا! مجھ پر لڑکے کی مصیبت پڑی ہے، میری شرم و حیا پر تو کوئی مصیبت نہیں پڑی۔ (ابو داؤد کتاب الجہاد)

ان واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ مبارک میں جب پردہ کے احکام نازل ہوئے تو مسلمان عورتیں اس پر عمل کرتے ہوئے باپردہ رہیں اور نقاب اوڑھ کر اپنے چہرے کو چھپایا کرتی تھیں۔ اب نبی ﷺ کے دو فرامین اور ملاحظہ کیجئے۔ آپؐ نے فرمایا محرمہ عورت احرام کی حالت میں چہرے پر نقاب اور ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے۔ (ابو داؤد) اور فرمایا! عورت کا احرام اس کے چہرے اور مرد کا احرام اس کے ستر میں ہے۔ (دار قطنی)

ان دونوں روایتوں سے پتہ چلا کہ حالت احرام میں عورت کا چہرہ کھلا رہنا چاہئے۔ عورت کی بے نقابی مخصوص یا احرام ہونے سے صاف واضح ہے کہ وہ غیر احرام کی حالت میں محل نقاب ضرور ہے۔ ورنہ تخصیص شرعی کا ابطال لازم آئے گا جو کسی صورت بھی درست نہیں ہے۔ ہماری اس مختصر کاوش کا حاصل یہ ہے کہ عورت و قرن فی بیونکنن پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ”چراغ خانہ“ بن کر رہے۔ اسی میں اس کی غفت و عصمت پاکیزہ اور محفوظ رہ سکتی ہے اور اگر اسے کبھی کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر بھی جانا پڑے تو باپردہ ہو کر جائے تاکہ کسی ابلیس کو شیطنیت کی ہمت نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ نگارشات سلیم قلب کی حامل دختر ملت کیلئے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔ اب اس بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ اے قوم کی بنی!

بتولے باش و پنہاں شوا زیں عصر
کہ در آغوش شیرے گیری

فاطمہؑ جیسا اسوہ اختیار کرتے ہوئے زمانے کی نگاہوں سے چھپ جاتا کہ تیری گود سے بھی حسینہؑ جیسا سورج طلوع ہو سکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین